(ب/۱۱)

۲۶/۱۰/۲۰۲۰ء
۷/۱۱ ھ

۹۱/۳۲،۳۳

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسائل ھذا کے بارے میں

① کسی بیوی کا شوہر مر جائے تو وہ عورت اگر عدت نہ گزارے ہفتہ بعد شادی کہیں کر لے تو عورت کا نکاح صحیح ہو گا یا نہیں اور عورت کو عدت نہ گزارنے کا گناہ بھی ملے گا یا نہیں اور اگر عورت نے آدھی عدت گزارنے کے بعد نکاح کرا لیا تو پھر کیا حکم ہے اگر عورت سے چار مہینے دس دن رہا نہ جائے عورت کا زنا میں ملوث ہونے کا خطرہ ہو تو آدھی عدت کے نکاح کر سکتی ہیں یا نہیں۔ مسئلے کی ساری وجوہات کی وضاحت بیان کریں ۔

② فاطمہ کے دو خاوند ہیں ایک تو باھر ملک میں چلا گیا جسکی ایک سال تک کوئی خبر نہیں آئی کہ مر گیا ہے یا زندہ ہے آئے گا یا نہیں تو فاطمہ نے دوسری شادی کرا لی۔ اب پہلے خاوند سے اولاد تھی اب دوسرے خاوند سے اولاد بھی ہو گئی اب پہلے خاوند کی اولاد کو کس کی طرف منسوب کریں گے اگر پہلا آ گیا اب دوسرے خاوند کا نکاح خودبخود ختم ہو گیا اب دوسرے خاوند کی اولاد کو کس کی طرف منسوب کریں گے اوّل شوہر یا ثانی شوہر ۔

(نور الٰہی ڈیروی)

جواب ورق کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی عورت کا عدت میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے، چاہے عدت طلاق ہو یا عدت وفات۔ اور اگر نکاح کر لیا تو وہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، اس صورت میاں بیوی کا ملنا زنا شمار ہوگا، لہذا خوب توبہ واستغفار کرے اور فوری علیحدگی اختیار کرے اور بقیہ عدت پوری کرے۔

قوله في المتن: (وحرم تزوج أخت معتدّته)......

(اعلم) أنه لا يجوز نكاح المعتدة من غيره على أيّ وجه لزمتها العدة لقوله تعالى: "لا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله".

(حاشية الشلبي على البحر مع تبيين الحقائق، كتاب النكاح، ۲/ ۴۶۷، دار الكتب العلمية)

إعلم أن المحرمات أنواع ...... النوع الخامس، المحرمة لحق الغير كمنكوحة الغير ومعتدّته.

(تبيين الحقائق، كتاب النكاح، ۲/ ۴۵۹، دار الكتب العلمية)

لا يجوز للأجنبي خطبة المعتدة صريحًا سواء كانت مطلقة أو متوفى عنها زوجها.

(بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل في أحكام العدة، ۳/ ۲۳۳، رشيدية)

لا عدة في نكاح باطل، وذكر في البحر هناك عن المجتبى أن كل نكاح اختلف العلماء في جوازه كالنكاح بلا شهود فالدخول فيه موجب للعدة، أما نكاح المنكوحة الغير

جاری ہے ....

وعدتہ ثم فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ إن علم أنھا للغیر لأنہ لم یقل أحد بجوازہ فلم ینعقد أصلاً.

(حاشیۃ ابن عابدین: کتاب النکاح، مطلب في النکاح الفاسد، ۴/۲۶۶، دار المعرفۃ)

۲- لاپتہ شخص کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ شرعاً لاپتہ کو اس وقت تک زندہ شمار کیا جائیگا جب تک اس کے ہم عمر زندہ رہتے ہوں اور اس عمر کا اندازہ فقہاء کرام نے نوّے ۹۰ سال سے لگایا ہے، نوّے سال کے بعد اس کی عورت کو بیوہ مانا جائیگا۔

موجودہ دور میں بعض اعذار کی بناء پر امام مالک رحمہ اللہ کے قول پر فتوی دیا جاتا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر لاپتہ ہو تو عورت [illegible] عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرکے جدائی کا مطالبہ کرے، تو قاضی تحقیق وتفتیش کرکے چار سال مزید انتظار کا فیصلہ کرے چار سال کے بعد دوبارہ قاضی سے فیصلہ کروائے، اس وقت قاضی اس کی وفات کا فیصلہ کرے پھر عورت وفات کی عدت گزار کر کہیں اور نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔ اور اگر عورت کیلئے چار سال تک انتظار کرنا مشکل ہو اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایسے خطرناک موقع پر قاضی ایک سال کا فیصلہ بھی کرسکتا ہے (ملخص از الحیلۃ الناجزۃ ص۶۷)

صورت مسئولہ میں چونکہ مذکورہ ترتیب کے بغیر محض ایک سال کے بعد نکاح کرلیا تھا اس لیے مذکورہ نکاح باطل ہے، سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا اس لیے ضروری ہے کہ دونوں فوراً ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں اور اپنے اس فعل پر خوب توبہ استغفار کریں۔

نوٹ:- بظاہر آپ کے دریافت کردہ مسائل فرضی ہیں، لہٰذا آپ ان مسائل کے پوچھنے کا اہتمام کیا کریں جو واقعی پیش آمدہ ہوں۔ فقط

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ:
محمد راشد محمد مسکوی
المتخصص في الفقہ الإسلامي
بالجامعۃ الفاروقیۃ، بکراتشي
۴/۱۱/۳۰ھ

الجواب صحیح
یوسف افشانی
۵/۱۱/۳۰ھ

الجواب صحیح
۶/۱۱/۳۰ھ